سمجھ بوجھ

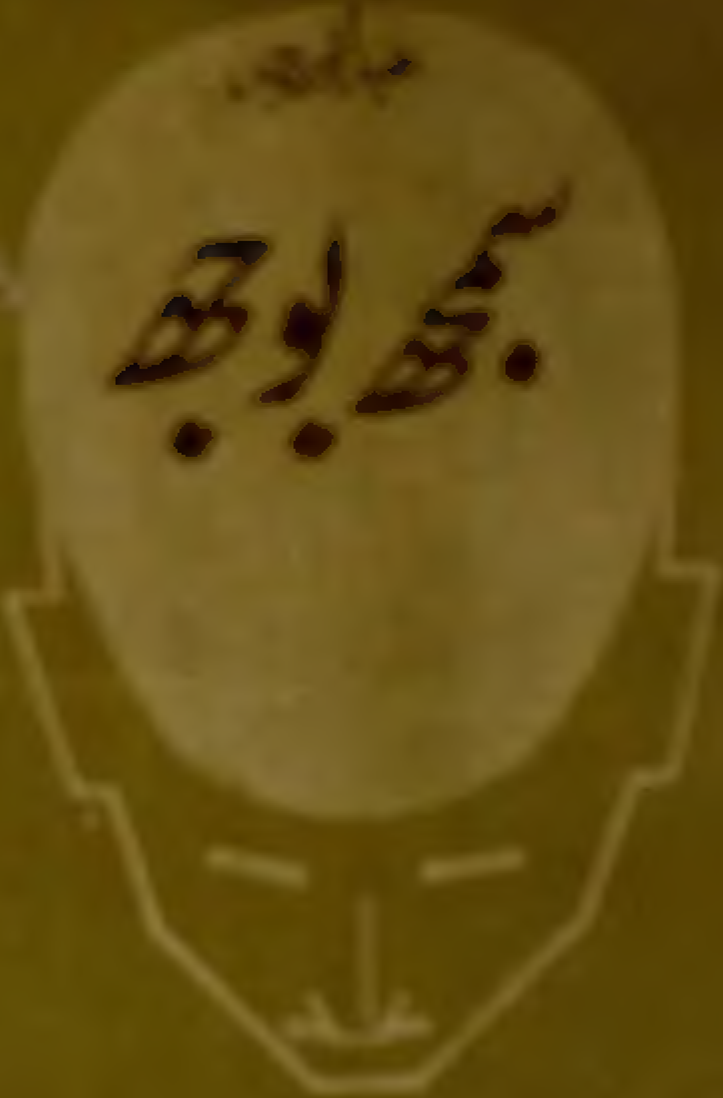

نگارشات

سمجھ بوجھ

35300
310

عبدالوحید

مکتبۂ نفسیات لاہور

ناشر
ادارہ ادبیات نو
۸ دیپل روڈ لاہور

ابا، امی کے نام ——————

تعلیمی پریس لاہور میں باہتمام خواجہ محمد عبداللہ پرنٹر چھپی اور ادارہ ادبیات ۵۰ ٹمپل روڈ لاہور سے شائع کی۔

باہر کی دنیا جس سے ہم روزمرہ کی سیر کرتے ہیں کتنی عجیب ہے۔ فطرت کے عالم میں خزانے کی راہیں ہیں — انسان کے لئے جہاں کچھ نہیں — جس نے اپنے اردگرد کی دنیا کو محض عقل اور علم سے شناسا ہونا چاہا ہے لیکن وہ اپنے دل کے اندر کی دنیا سے ابھی تک ناواقف ہے۔ لاکھوں کروڑوں انسان ہیں جو غریبی میں اپنی زندگی گزار دیتے ہیں لیکن انہیں علم نہیں ہوتا۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کے اندر پوشیدہ قوتیں ہیں جن کو کام میں لا کر ساری مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

جو اپنے من کی دنیا سے پوشیدہ خزانے ڈھونڈ نکالتے ہیں وہی بڑے بڑے والے ہیں۔ ایسے لوگ ہی دنیا کی رہنمائی کرتے ہیں اور انہیں کے پیچھے چلنے والے پر قوموں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ وہ بڑی بڑی مشہور ہستیاں جن پر ہم فخر کرتے ہیں کون تھے؟ ہم جیسے انسان۔ فرق صرف اتنا تھا کہ انہوں نے دل کی دنیا کو پا لیا۔ دنیا کی ایجادات ان کے کارناموں نے ایجاد کی ہیں۔ وہی شہ پارے آزادی کی جنگیں انسانیت کی ترقی کے راستے ان کے ذریعے ہی روشن ہوئے ہیں۔ تخت و تاج کو پلٹ دینے والے بھی یہی لوگ تھے۔ عام لوگ ایسے لوگوں کو حیران ہو کر دیکھتے ہیں۔ ان کے لئے ایسے لوگ ایک دیوتا ہوتے ہیں جن کو سمجھنا ناممکن اور جاننا محال ہے۔ وہ ان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔

جسمانی نشوونما کا مطالعہ کرنے والے ماہرین کی رائے ہے کہ نسل انسانی عمومی طور پر صرف ۱۰ فی صدی صحیح اور تندرست پیدا ہوتی ہے۔ باقی حصہ کمزور

اور ردگی ہوتا ہے۔ اُن کے خیال میں نصف آبادی کا اس طرح ضائع ہو جانا افسوس ناک بات ہے، مگر ذہن کی نشوونما کی حالت تو بہت ہی گئی گذری ہے۔

ذہنی نشوونما کی کیفیتوں کا اندازہ لگانے والے جانتے ہیں کہ انسان کی عام حالت کتنی دردناک ہے۔ اُن کی تحقیقات نے بتایا ہے کہ صرف دس فی صدی لوگ ذہنی طور پر تندرست کہلا سکتے ہیں۔ باقی لوگ اپنی دماغی اور ذہنی صلاحیتوں سے کام لینا نہیں جانتے اور وہ فطرت کی طاقت سے ناواقف ہیں جو خدا نے اُن کے دماغ کے اندر رکھی ہے۔

ہندُستانی عوام قسمت کے شاکی ہیں۔ انہیں شعرا کے کلام کا وہ حصہ جہاں فلک ناہنجار کا شکوہ اور شومئی قسمت کا گلہ ہے، زیادہ متاثر کرتا ہے۔ وہ اس کی خوب داد دیتے ہیں، لیکن جب اس کا تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ اُن کی اپنی دماغی کاہلی ہے جسے یہ نام دیے گئے ہیں۔ اپنی کاہلی کو آسمان اور قسمت کے سر تھوپ دیا جاتا ہے۔ ورنہ عمل کی دنیا میں تو بیکراں زمین و آسمان کا فاصلہ ایک ہی جست میں طے ہو جاتا ہے۔

ہمارے ہاں ایک کاری گر برسوں ایک اڈے پر بیٹھا کام کرتا رہتا ہے، پہلے دن جو کام وہ کرنے لگا تھا، عمر بھر اس نے وہی کام جاری رکھا۔ وہ بھلا کیوں اپنے کام کا گہرا مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا کرے؟ دماغ سے کام لے؟ سوچے اور اپنے فن میں ترقی کرے، کوئی نئی چیز تیار کرے؟ ——— قسمت میں یہی لکھا ہے اور وہ عمر بھر ایک ہی کام کئے جاتا ہے۔ بھلا ترقی کا کوئی موقع آئے بھی کیسے؟ یہ تو تب ہو سکتا ہے جب وہ ذہن کی خوابیدہ قوتوں کو بیدار کرے، انہیں عمل میں لائے،

ترقی دوسرا شخص اپنے خیال کو کام میں لا کر آگے بڑھ جاتا ہے تو ایسے لوگ شکوہ کرنے لگتے ہیں۔ دوسروں کو ناانصاف کہہ کر انہیں کوستے ہیں۔ قصور خود اُن کا ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی سوچتا ہے تو ذہن میں خیال پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں جب عملی جامہ پہنایا جائے تو اس کا مادی فائدہ بھی ہوتا ہے۔ دنیا میں تجارت اور ایجادات کی ساری ترقی کی تہ میں سوچ بچار اور خیال ہی کارفرما ہوتے ہیں۔

اور دوسری دنیا کو جس نے پایا اس نے زندگی کا راز معلوم کر لیا۔ لیکن وہ لوگ جو آلسی ہیں اور جن کا ذہن جمود کی حالت میں ہے وہ اس کی دنیا سے بہت دور ہیں۔ اُن کے لئے ذہنی بیداری ایک دشوار گذار راستہ ہوگی۔ قدم قدم پر انہیں رکاوٹیں محسوس ہوں گی۔ انہیں توجہ کی یکسوئی بڑی دیر میں حاصل ہوگی۔ لیکن وہ اگر دھیرے دھیرے اس راہ پر گامزن رہے تو خیالات میں یکسوئی اور خیال میں خود بخود استقلال آ جائے گا۔ دشوار گذار اور پُر خار راستہ ایک پُر بہار روش بن جائے گی۔ غور و فکر کرنے میں ایک راحت محسوس ہونے لگے گی۔ زندگی نیا جامہ پہنے گی۔

ذہنی سستی خودکشی کے مترادف ہے۔ اگر آپ کسی سکول کالج میں اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب آپ کا ذہن ارتقائی منازل طے نہیں کر سکے گا۔ درسی تعلیم کا فائدہ صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے علم کا پس منظر تیار ہو جاتا ہے۔ مطالعہ کی عادت پڑتی ہے۔ ہم علم حاصل کرنے کا طریق جان لیتے ہیں۔ صحیح علم حاصل کرنے کا زمانہ تعلیم ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ آپ نے سیکڑوں لکھے پڑھے دیکھے ہوں گے جو زندگی کی دوڑ میں ناکام ہیں۔ اُن کا کتابی علم اور اعلیٰ ڈگری اُن کے کسی کام نہیں آتی۔ مگر وہ لوگ جن کے اعتقاد

انسانی تہذیب پر ہیں، اُن میں سے شاید ہی کسی نے اعلیٰ درسی تعلیم حاصل کی ہو
آج تک کوئی پیغمبر یونی ورسٹی کی سند لے کر نہیں آیا۔ زندگی خود ایک بہت بڑی
درس گاہ ہے [illegible]

آئندہ صفحات میں میرے عزیز دوست اور رفیق جناب عبدالوحید۔ نے
من کی دنیا کی ایک جھلک دکھانے کی کوشش کی ہے۔ ہماری زندگی میں سمجھ بوجھ
کی اہمیت سے انکار نہیں۔ لیکن سمجھ بوجھ ہے کیا، بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ انہوں
نے ایک دقیق اور پیچیدہ مسئلے کو عام فہم زبان میں نہایت خوش اسلوبی سے بیان
کیا ہے۔ مشکل الفاظ اور فنی اصطلاحات کے استعمال سے پرہیز کر کے اپنی بات
زیادہ لوگوں تک پہنچانے کی مبارک کوشش ہے ——— اگر وہ ایک زندگی کو بھی
کامیاب بنا سکے تو انہیں اپنی محنت کا اجر مل جائے گا۔

۵۸۔ ٹمپل روڈ
لاہور

شبیر محمد اختر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]   [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

([illegible])

[illegible]